## 91533 ـ جب عورت كو اس كا ولى شادى نہ كرنے دے اور اسے علم ہو كہ قاضى بھى اس كے معاملہ عضل كا حكم جارى نہيں كريگا

**سوال**

ميرى عمر پچيس برس ہونے كو ہے، اور ميرى خوبصورتى بھى كوئى اتنى زيادہ نہيں، ميرے ليے اب تك كسى بھى ايسے شخص كا رشتہ نہيں آيا جس كے متعلق ميں اپنے ليے دين اور اخلاق ميں كفؤ ہونے كى اميد ركھوں، ايك اٹھائيس برس كے نوجوان كا رشتہ آيا جو دين اور اخلاق كا مالك تھا، جو علمى اور معاشرتى طور پر ميرے ليےكفؤ تھا، ليكن ميرے گھر والوں نے اس رشتہ سے انكار كر ديا، يہ انكار اس ميں كسى عيب كى بنا پر نہيں تھا، بلكہ اس ليے كہ اس كى شہريت كسى اور ملك كى تھى.
ميرے گھر والوں نے مجھے شادى كرنے سے روك ديا ہے اور ميں اس انسان كو چاہتى ہوں، اس سے مجھے محبت ہوگئى ہے، ميرے خيال ميں مجھے وہ حفاظت دےگا، اور اس پرفتن دور ميں ميرے دين كى بھى حفاظت كرےگا.
يہاں ميرے ملك ميں عضل كے معاملات قبول نہيں كيے جاتے، اور اگر قاضى اسے قبول بھى كر لے تو وہ لڑكى كے حق ميں فيصلہ نہيں ديتا، تا كہ مشكلات سے دور رہے، اور يہ چيز قضاء ميں كام كرنے والوں كے علم ميں ہے.
اس رشتہ كے متعلق صرف ميرى والدہ اور بہن اور چار ميں سے دو بھائيوں كو علم ہے، ان ميں سے ايك بھائى نے مجھے مارا پيٹا اور ميرى اہانت بھى كى كيونكہ ميں نے اس سے شادى كرنے كا مطالبہ كيا تھا، وہ مجھے مجبور كرتے ہيں كہ ميں لوگوں كے سامنے طبعى اور صحيح حالت ميں ہى آيا كروں وگرنہ مجھے دوبارہ مارا پيٹا جائيگا اور تذليل كى جائيگى.
وہ مجھ سے ايسا مطالبہ كرتے ہيں جس كى مجھ ميں استطاعت نہيں، ميں بہت پريشانى اورتكليف و اذيت سے دوچار ہوں، ميرے والد فوت ہو چكے ہيں، ميرا ايك چچا اور اس كے دو بيٹے ہيں اور وہ بھى ميرے گھر والوں جيسى سوچ كے مالك ہيں، بلكہ ان كى سوچ تو اس سے بھى سخت ہے، انہيں بھى اس رشتہ كے متعلق كوئى علم نہيں.
مجھے يقين ہے كہ اگر انہيں بھى اس رشتہ كاعلم ہوا تو وہ بھى مجھے شادى كرنے سے روك ديں گے، ميرا ان تك پہنچنا اور انہيں اس معاملہ كے متعلق بتانا بھى انتہائى مشكل ہے، خاص كر خاص كر چچا كے بيٹوں كو، ميرا ان كے ساتھ كوئى تعلق تك نہيں ہے، اور ميرے ساتھ بھائيوں كے شديد ظلم اور بائيكاٹ اور ان كى جانب سے حاصل ہونے والى اذيت كى وجہ سے مجھے ان تك پہنچنے كى كيفيت كا بھى علم نہيں.
تو كيا ميرے بھائيوں كا مجھے شادى سے روكنا، اور پہلے سے ہى علم ہونا كہ چچا اور اس كے بيٹے بھى مجھے يہ شادى نہيں كرنے ديں گے، اور اگر انہيں علم ہو جائے كہ ان كى ولايت ساقط ہو جائيگى تو ممكن ہے بہت عظيم ضرر اور نقصان ہو جائے اس خدشہ كے ہوتے ہوئے كيا ميں كسى نيك و صالح شخص كو ولى اختيار كر سكتى ہوں جو ميرى شادى كر دے كيونكہ ميں عدالت اور قضاء كى طرف رجوع كرنے كى استطاعت نہيں ركھتى، كيونكہ وہ شرعى فيصلہ نہيں كرتے ؟ اور اگر ميں ايسا كروں تو كيا ميں اپنى والدہ اور گھر والوں كى نافرمان شمار كى جاؤنگى جنہوں

نے اسی سبب کی بنا پر میری شادی کرنے سے انکار کر دیا ہے، یہ علم میں رہے کہ میری والدہ کی شہریب بھی وہی ہے جو رشتہ آنے والے نوجوان کی ہے.

**پسندیدہ جواب**

الحمد للہ.

اول:

ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" ولی کے بغیر نکاح نہیں ہے "

سنن ابو داود حدیث نمبر ( 2085 ) سنن ترمذی حدیث نمبر ( 1101 ) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ( 1881 ) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں سے صحیح قرار دیا ہے.

اور ایک حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس عورت نے بھی اپنے والی کی اجازت کے بغیر نکاح اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے اور اگر جھگڑا کریں تو جس کا ولی نہ ہو اس کا حاکم ولی ہے "

مسند احمد حدیث نمبر ( 24417 ) سنن ابو داود حدیث نمبر ( 2083 ) سنن ترمذی حدیث نمبر ( 1102 ) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع حدیث نمبر ( 2709 ) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

دوم:

جب ولی اپنی ولایت میں موجود عورت کو مناسب اور برابر کے رشتہ آنے پر اس کی شادی نہ کرے جس سے وہ شادی کرنے پر راضی ہو تو اس نے اسے شادی کرنے سے روک دیا، اس طرح اس کی ولایت منتقل ہو کر بعد والے عصبہ مرد کو حاصل ہو جائیگی، اور پھر قاضی کو.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

عضل کا معنی یہ ہے کہ عورت کو اس کے مطالبہ پر مناسب اور کفؤ کے رشتہ سے شادی کرنےسے منع کر دینا، جبکہ دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کی رغبت رکھتے ہوں.

معقل بن يسار رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ ميں نے اپنى بہن كى ايك شخص سے شادى كر دى تو اس شخص نے ميرى بہن كو طلاق دے دى، اور جب اس كى عدت گزر گئى تو وہ اس سے دوبارہ شادى كرنے كے ليے آيا تو ميں نے اسے كہا:

ميں نے اس سے تيرى شادى كى، اور تيرا بستر بنايا اور تيرى عزت و احترام كيا تو نے اسے طلاق دے دى اور اب اس كا دوبارہ رشتہ طلب كر رہے ہو! اللہ كى قسم وہ تيرے پاس دوبارہ كبھى نہيں لوٹ سكتى، اور اس شخص ميں كوئى حرج بھى نہ تھا اور عورت بھى اس كے پا سواپس جانا چاہتى تھى.

تو اللہ عزوجل نے يہ آيت نازل فرما دى:

" تم انہيں مت روكو "

تو ميں نے عرض كيا: اے اللہ كے رسول صلى اللہ عليہ وسلم اب ميں كرتا ہوں، تو انہوں نے اپنى بہن كى شادى اس سے كر دى " اسے بخارى نے روايت كيا ہے.

چاہے مہر مثل يا اس سے كم ميں شادى كرنے كا مطالبہ كرے، امام شافعى اور ابو يوسف اور محمد رحمہم اللہ كا يہى كہنا ہے.

چنانچہ اگر عورت كسى بعينہ كفؤ رشتہ سے شادى كرنے كى رغبت ركھتى ہو اور ولى كسى اور كفؤ والے رشتہ سے اس كى شادى كرنا چاہتا ہو، اور جس شخص سے وہ عورت شادى كرنا چاہتى ہے اس سے شادى نہ كرے تو وہ اس كو شادى سے روكنے والا يعنى عاضل شمار ہوگا.

ليكن اگر وہ عورت كفؤ كے بغير كسى اور شخص سے شادى كرنا چاہتى ہے تو ولى اسے اس سے منع كر سكتا ہے، تو اس صورت ميں وہ عاضل شمار نہيں ہو گا.

ديكھيں: المغنى ( 9 / 383 ).

اور شيخ ابن عثيمين رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" جب ولى عورت كو كسى ايسے شخص سے شادى كرنے سے منع كر دے جو دين اور اخلاق ميں اس كا كفؤ ہو تو ولايت اس كے بعد والے عصبہ مرد ولى ميں منتقل ہو جائيگى، اور اگر وہ سب اس كى شادى كرنے سے انكار كريں جيسا كہ غالب ميں ہے تو يہ ولايت شرعى حاكم ميں منتقل ہو جائيگى، اور شرعى حاكم اس عورت كى شادى كريگا.

اور اگر اس تك معاملہ اور مقدمہ پہنچتا ہے اور اسے علم ہو جائے كہ اس كے اولياء نے شادى كرنے سے منع كر ديا

ہے تو اس پر اس کی شادی کرنا واجب ہے، کیونکہ جب خاص ولایت حاصل نہ ہو تو حاکم کو عام ولایت حاصل ہے.

فقہاء رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ جب ولی آنے والے رشتہ کو بار بار رد کر دے اور وہ رشتہ کفؤ بھی ہو تو اس طرح وہ فاسق بن جائیگا، اور اس کی عدالت اور ولایت ساقط ہو جائیگی، بلکہ امام احمد کے مسلك میں مشہور یہ ہے کہ اس کی امامت بھی ساقط ہو جائیگی، اس لیے وہ مسلمانوں کو نماز بھی نہیں پڑھا سکتا، اور یہ معاملہ بہت خطرناك ہے.

جیسا کہ ہم اوپر اشارہ کر چکے ہیں کہ بعض لوگ اپنی ولایت میں موجود عورت کا مناسب اور کفؤ رشتہ آنے پر رد کر دیتے ہیں، لیکن لڑکی قاضی کے پاس آ کر شادی کا مطالبہ کرنے سے شرماتی رہتی ہے، یہ فی الواقع اور حقیقت ہے، لیکن اس لڑکی کو مصلحت اور خرابی میں موازنہ کرنا چاہیے کہ کس چیز میں زیادہ خرابی پائی جاتی ہے:

کہ وہ اس طرح شادی کے بغیر رہے اور اس کا ولی اس پر کنٹرول کرے اور اپنی مرضی اور خواہش و مزاج کے مطابق حکم چلائے اگر وہ بڑی ہو جائے اور نکاح کرنا چاہے تو اس کی شادی کر دے یا پھر وہ قاضی کے پاس جا کر شادی کا مطالبہ کرے حالانکہ یہ اس کا شرعی حق بھی ہے ؟

بلاشك دوسرا بدل پہلے سے بہتر ہے، وہ یہ کہ لڑکی قاضی کے پاس جا کر شادی کا مطالبہ کرے کیونکہ یہ اس کا حق ہے؛ اور اس لیے بھی کہ ا سکا قاضی کے پاس جانا اور قاضی کا اس کی شادی کر دینے میں دوسرے کی بھی خیر اور بھلائی اور مصلحت پائی جاتی ہے.

کیونکہ اس کے علاوہ ہو سکتا ہے دوسری عورت بھی اسی طرح قاضی کے پاس آ جائے جیسے وہ آئی ہے، اور اس لیے بھی اس کا قاضی کے پاس آنے میں اس طرح کے لوگوں کے لیے ڈر اور روکنے کا بھی باعث ہے جو اپنی ولایت میں موجود عورتوں پر ظلم کرتے ہوئے ان کی مناسب رشتہ آنے پر شادی نہیں کرتے یعنی اس میں تین مصلحتیں پائی جاتی ہے:

پہلی مصلحت:

اس عورت کے لیے ہے جو یہ مقدمہ قاضی کے پاس لے جائے تا کہ وہ شادی کے بغیر نہ رہے.

اور دوسری مصلحت:اس کے علاوہ دوسری عورت کے لیے دروازہ کھلے گا جو اسی انتظار میں ہے کہ کوئی مقدمہ پیش کرے اور ہم بھی جائیں.

اور تیسری مصلحت: ان اولیاء کو روکا جاسکےگا جو اپنی بیٹیوں یا اپنی ولایت میں موجود عورتوں پر اپنی مرضی

ٹھونستے ہیں اور جو چاہتے ہیں کرتے ہیں.

اور اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کی بھی مصلحت پائی جاتی ہے کہ آپ نے فرمایا:

" جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص آئے جس کا دین اور اخلاق تمہیں پسند ہو تو اس کا نکاح کر دو، اگر ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں بہت زیادہ فتنہ و فساد ہو گا "

اور اسی طرح اس میں خاص مصلحت پائی جاتی ہے وہ یہ کہ اس طرح ان لوگوں کی ضرورت پوری ہوگی جو دین اور اخلاق میں کفؤ عورتوں سے رشتہ کرنا چاہتے ہیں " انتہی

ماخوذ از: فتاوی اسلامیۃ ( 3 / 148 ).

سوم:

آپ کےسوال سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کے بھائیوں نے آپ کو دوسرے کفؤ رشتہ سے نہیں روکا، اس لیے آپ اس معاملہ میں جلدی مت کریں، ہو سکتا ہے اللہ تعالی آپ کے لیے کوئی ایسا رشتہ بھیج دے جس کے دین اور اخلاق سے آپ راضی ہوں اور آپ کے بھائیوں کو بھی اس سے اللہ خوش کر دے.

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس رشتہ سے انکار میں آپ کے بھائی معذور ہوں، کیونکہ وہ آپ کے ملك کی شہریت نہیں رکھتا، اور یہ چیز واقع سے ثابت ہے کہ اس طرح کی شادیوں میں بہت ساری مشکلات پیدا ہوتی ہیں.

جب وہ کفؤ اور مناسب رشتہ آنے کے باوجود بار بار آپ کی شادی کرنے سے انکار کریں، تو آپ کو عدالت جانے کا حق حاصل ہے، اور اگر قاضی بزدل ہو اور آپ کے اولیاء کے خوف سے آپ کی شادی نہ کرے تو آپ کے سامنے یہی حل رہ جائیگا کہ آپ اسلامك سینٹر یا امام مسجد کو اپنا ولی بنا کر اسے کہیں کہ وہ آپ کی شادی کرے، کیونہ یہ ضرورت ہے.

یہی بہتر ہے کہ آپ کسی نیك و صالح قسم کےامام مسلمان کو عقد نکاح میں اپنا ولی مقرر کریں.

اس طرح کی حالت میں یہی حکم ہے.

لیکن ہم یہاں آپ کو یہی مشورہ دیں گے کہ آپ اپنے خاندان اور گھر والوں کی رضامندی سے ہی شادی کریں، کیونکہ ـ غالب میں ـ جو کوئی بھی اپنے گھر والوں کی رضامندی کے بغیر یہ کام کرتا ہے تو وہ ہمیشہ کے لیے اپنے گھر اور خاندان والوں کا خسارہ برداشت کرتا ہے، اس بنا پر اسے اختیار کرنے سے قبل آپ موازنہ کریں کہ:

آیا اس طریقہ سے آپ کا شادی کر کے اپنے گھر والوں کا خسارہ برداشت کرنا بہتر ہے، یا کہ آپ صبر اور انتظار کریں ہو سکتا ہے آپ کے گھر والوں کے پاس کوئی ایسا رشتہ آ جائے جسے آپ بھی پسند کریں اور وہ بھی پسند کرتے ہوں.

ان دونوں میں مقارنہ اور موازنہ حالات کے اعتبار سے مختلف بھی ہو سکتا ہے کہ جیسی حالت ہو ویسا ہی موازنہ، بعض اوقات پہلا اختیار اس کے لیے بہتر ہوتا ہے جس کی عمر زیادہ ہوچکی ہو، اور شادی کی فرصت اور مواقع نہ رہے ہوں، اور دوسرا اختیار ایسی عورت کے ہاں مقبول ہوتا ہے جو ابھی کم عمر ہو اور امید رکھتی ہو کہ ایك یا دو برس انتظار کرنے سے اللہ اس کے لیے نیك و صالح خاوند مہیا کر دےگا، اور اس کی شکایت ختم ہو جائیگی.

آخر میں ہم یہ کہیں گے کہ سارا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اس لیے آپ کو اللہ عزوجل سے رجوع کرنا اور اس سے دعا کرنی چاہیے کہ وہ آپ کے گھر والوں کو ہدایت نصیب فرمائے، اور آپ کو نیك و صالح خاوند اور اولاد نصیب کرے جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں.

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ آپ کے معاملہ کو آسان فرمائے اور آپ کی پریشانی اور غم دور کرے.

واللہ اعلم .